ایک تقابلی جائزہ

مدیر کے قلم سے

سینٹ کا منظور کردہ پرائیویٹ شریعت بل
اور
قومی اسمبلی کا منظور کردہ سرکاری شریعت بل

غیر مسلموں کے تحفظات سینٹ کے منظور کردہ پرائیویٹ شریعت بل کی دفعہ ۱ کی شق ۴ میں کہا گیا ہے کہ۔

"اس میں شامل کسی امر کا اطلاق غیر مسلموں کے شخصی قوانین پر نہ ہو گا"۔

جبکہ قومی اسمبلی کے پاس کردہ سرکاری شریعت بل میں مسلموں کے پرسنل لاز کے علاوہ مذہبی آزادی، روایات رسم و رواج اور طرز زندگی کو بھی شریعت بل کے اطلاق سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔

شریعت کی بالادستی پرائیویٹ بل میں دفعہ ۳ کے تحت شریعت کی بالادستی ان الفاظ کے ساتھ تسلیم کی گئی ہے

"شریعت پاکستان کا اعلیٰ ترین قانون ہو گی اور اسے مذکورہ ذیل طریقے سے نافذ کیا جاتے گا اور کسی دیگر قانون، رواج یا دستور العمل میں شامل کسی عمل کے علی الرغم مؤثر ہو گی"

جبکہ سرکاری بل میں قرآن و سنت کے بیان کردہ احکامات کو ملک کا بالادست قانون قرار دینے کے ساتھ یہ شرط عائد کر دی گئی ہے کہ۔

"بشرطیکہ سیاسی نظام اور حکومت کی موجودہ شکل متاثر نہ ہو"

عدالتی قوانین سینٹ کے پاس کردہ پرائیویٹ شریعت بل کی دفعہ ۴ میں ملک کی عدالتوں کو مقدمات کے فیصلے شریعت کے مطابق کرنے کا پابند بنایا گیا ہے اور قوانین کی تشریح کا طریق کار اور اصول طے کیے گئے ہیں جبکہ سرکاری شریعت بل میں

"عدالتیں شریعت کے مطابق فیصلے کریں گی"

کا جملہ حذف کر کے قوانین کی شریعت کے مطابق تشریح کا طریق کار بیان کیا گیا ہے۔

خلافِ شریعت احکام پرائیویٹ شریعت بل کی دفعہ ۵ میں کہا گیا ہے۔

"انتظامیہ کا کوئی بھی فرد بشمول صدر مملکت، وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا اور اگر ایسا حکم دے دیا گیا ہو تو اسے عدالت عالیہ میں چیلنج کیا جا سکے گا"

جبکہ سرکاری شریعت بل میں اسے اس جملہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے کہ

"پاکستان کے تمام مسلمان شہری شریعت اور ایکٹ پر عمل کریں گے"

عدالتی احتساب پرائیویٹ شریعت بل کی دفعہ ۶ میں کہا گیا ہے کہ

"حکومت کے تمام عمال دستور کے تابع رہتے ہوئے اسلامی نظام انصاف کے پابند ہوں گے اور شریعت کے مطابق عدالتی احتساب سے بالاتر نہیں ہونگے"

جب کہ سرکاری بل میں یہ دفعہ حذف کر دی گئی ہے اور دفعہ ۶ کے تحت شریعت کی تعلیم کا طریق عمل تجویز کیا گیا ہے۔

عدالتوں میں علماء کا تقرر پرائیویٹ بل کی دفعہ ۷ میں "علماء کرام کو جج اور معاونین عدالت مقرر کیا جا سکے گا" کا عنوان قائم کر کے اس کی تفصیلات طے کی گئی ہیں جبکہ سرکاری بل میں اسے حذف کر کے دفعہ ۷ کے تحت تعلیم کی اسلامائزیشن کا طریق کار تجویز کیا گیا ہے۔

مفتیوں کا تقرر پرائیویٹ بل کی دفعہ ۸ کے تحت کہا گیا ہے کہ صدر مملکت، اعلیٰ عدالتوں کے لیے تجربہ کار مفتیوں کو ڈپٹی اٹارنی جنرل کے طور پر مقرر کر سکیں گے جبکہ سرکاری بل میں اسے حذف کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ دفعہ ۸ میں معیشت کی اسلامائزیشن کا ذکر کیا گیا ہے۔

شریعت کی تدریس پرائیویٹ بل کی دفعہ ۹ میں اسلامی قانون کے مختلف شعبوں میں تعلیم و تربیت کے مؤثر انتظامات کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ سرکاری بل میں شریعت کی تدریس کا حوالہ دفعہ ۶ میں دیا گیا ہے اور دفعہ ۹ کے تحت ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسلامی اقدار کے فروغ کا ذکر کیا گیا ہے

معیشت کی اصلاح پرائیویٹ بل کی دفعہ ۱۰ میں معیشت کی اسلامائزیشن کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ سرکاری بل میں معیشت کی اصلاح کا طریق کار دفعہ ۸ میں بیان کیا گیا ہے اور دفعہ ۱۰ کے تحت شہریوں کی جان و مال اور شخصی آزادی کی ضمانت کا ذکر کیا گیا ہے۔

معیشت کی اصلاح کے حوالہ سے پرائیویٹ بل کی دفعہ ۱۰ اور سرکاری بل کی دفعہ ۸ میں اہم

اختلافات درج ذیل ہیں۔

- پرائیویٹ بل میں حکومت کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ دولت کمانے کے ان تمام ذرائع پر پابندی لگائے جو خلافِ شریعت ہیں مگر سرکاری بل میں اس پابندی کا ذکر نہیں ہے۔
- پرائیویٹ بل میں صدر مملکت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ معیشت کے اسلام کے مطابق ڈھالنے کا طریق کار اور اقدامات تجویز کرنے کے لیے شریعت بل کی منظوری کے بعد ساٹھ دن کے اندر مستقل کمیشن کے تقرر کا اعلان کرے مگر سرکاری بل میں یہ اختیار وفاقی حکومت کو دیا گیا ہے اور تقرر کی مدت تیس دن کر دی گئی ہے۔

ذرائع ابلاغ

پرائیویٹ بل کی دفعہ ۱۱ میں ذرائع ابلاغ سے خلافِ شریعت اور فحش پروگراموں پر پابندی کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ سرکاری بل میں یہ بات دفعہ ۹ میں مذکور ہے اور دفعہ ۱۱ کے تحت رشوت اور کرپشن کے خاتمہ کا وعدہ کیا گیا ہے۔

نظام تعلیم

پرائیویٹ بل کی دفعہ ۱۳ میں نظام تعلیم کو اسلام کے مطابق بنانے کے لیے اقدامات اور طریق کار تجویز کرنے کی غرض سے صدر مملکت کو کمیشن مقرر کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جبکہ سرکاری بل میں تعلیمی کمیشن کے قیام کا اختیار وفاقی حکومت کو دفعہ ۷ کے تحت دیا گیا ہے اور دفعہ ۱۲ کے تحت فحاشی اور بے حیائی کو روکنے کے لیے انتظامی اختیارات سختی سے استعمال کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

شرعی احکام کی پابندی

سینٹ کے منظور کردہ پرائیویٹ شریعت بل کی دفعہ ۱۲ میں کہا گیا ہے کہ "انتظامیہ عدلیہ اور مقننہ کے تمام مسلمان ارکان کے لیے فرائض شریعت کی بجا آوری اور کبائر سے اجتناب لازم ہو گا"
جبکہ قومی اسمبلی کے پاس کردہ سرکاری شریعت بل میں اسے حذف کر کے اس کی جگہ دفعہ ۱۲ کے تحت سماجی برائیوں کے خاتمہ کی غرض سے حکومت کو قوانین وضع کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔

قوانین کی تعبیر و تشریح

پرائیویٹ بل کی دفعہ ۱۴ میں قوانین کی تشریح کا اصول وضع کیا گیا ہے جبکہ سرکاری بل میں قوانین کی تعبیر و تشریح کی بات دفعہ ۴ میں کی گئی ہے اور دفعہ ۱۴ کے تحت نظام عدل کو اسلامی رنگ دینے کے لیے ضروری اقدامات کرنیکا حکومت کو کہا گیا ہے

مالی ذمہ داریوں کا تسلسل

پرائیویٹ بل کی دفعہ ۱۵ و ۱۶ میں حکومت کی بین الاقوامی مالی ذمہ داریوں اور موجودہ مالی اقدامات و معاہدات کے تحفظ کی ضمانت

بقیہ صفحہ ۵۵ پر

قومی اسمبلی کے منظور کردہ شریعت بل کی دفعہ ۳ کے

بارے میں ایک اہم استفتاء

جو مختلف مکاتبِ فکر کے ایک سو کے لگ بھگ علماء کرام کی خدمت میں ارسال کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے "شریعت بل" کے عنوان سے حال ہی میں ایک مسودۂ قانون کی منظوری دی ہے جس کی دفعہ تین ۳ میں شریعت اسلامیہ کی بالادستی کو ان الفاظ کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے کہ۔

"شریعت یعنی اسلام کے احکامات جو قرآن وسنت میں بیان کیے گئے ہیں پاکستان کا بالادست قانون (سپریم لاء) ہوں گے بشرطیکہ سیاسی نظام اور حکومت کی موجودہ شکل متاثر نہ ہو" (بحوالہ جنگ لاہور ۱۹ مئی ۱۹۹۱ء)

وضاحت طلب امر یہ ہے کہ کیا کسی مسلم شخص یا ادارہ کے لیے شرعی احکام کی بالادستی کو مشروط طور پر قبول کرنے کی گنجائش ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو مذکورہ بالا کاروائی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

امید ہے کہ آنجناب خالصتاً شرعی نقطۂ نظر سے اس امر کی وضاحت فرما کر اپنی دینی و قومی ذمہ داری سے عنداللہ وعندالناس سبکدوش ہونگے۔

المستفتی

ابوعمار زاھد الراشدی ڈائریکٹر الشریعۃ اکیڈمی مرکزی جامع مسجد
پوسٹ بکس ۳۳۱ گوجرانوالہ